REGD. No. L. 5254

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فون نمبر ۴۹

جلد ۴۹/۱۴ ۔ ۱۴ ہجرت ۱۳۳۹ ہش ۱۴ مئی سنہ ۱۹۶۰ء ۔ نمبر ۱۰۹

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ربوہ

ربوہ ۱۳ مئی بوقت پونے دس بجے صبح

کل حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر رہی۔

اس وقت بھی طبیعت اچھی ہے۔ مگر رات بائیں ٹانگ میں درد کی شکایت فرماتے رہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور درد و الحاح سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو شفائے کامل و عاجل عطا فرمائے اور صحت والی لمبی زندگی عطا کرے آمین

اردن کے شاہ حسین کی نائیجیریا میں تشریف آوری

احمدیہ مشن کی طرف سے پُر شایانِ شان استقبال

شاہِ موصوف سے رئیس التبلیغ مولانا نسیم سیفی کی ملاقات۔ اور بیش بہا دینی کتب کے تحفہ کی پیشکش

لیگس (بذریعہ تار) مغربی افریقہ احمدیہ نیوز ایجنسی کی ارسال کردہ اطلاع مظہر ہے کہ اردن کے ہز میجسٹی شاہ حسین نے پچھلے دنوں میڈرڈ سے ایتھوپیا جاتے ہوئے ایک رات کے لئے نائیجیریا میں بھی قیام فرمایا۔ لیگس کے ہوائی اڈہ پر آپ کے شایانِ شان استقبال میں احمدیہ مشن نے بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ جب آپ کا ہوائی جہاز اڈہ پر اترا تو مشن کی طرف سے نعرۂ تکبیر اللہ اکبر اور جلالۃ الملک زندہ باد کے پُرجوش نعرے لگا کر آپ کو خوش آمدید کہا گیا۔ اس موقعہ پر مشن کے تمام احباب نے احمدیہ مشن نائیجیریا کے خصوصی بیج لگائے ہوئے تھے۔ علاوہ ازیں انہوں نے اپنے ہاتھوں میں دو بڑے بڑے جھنڈے بھی اٹھائے ہوئے تھے جن میں سے ایک پر اھلاً و سھلاً و مرحباً اور دوسرے پر خوش آمدید کے الفاظ لکھے ہوئے تھے۔ (باقی دیکھیں صہ پر)

اقوامِ متحدہ میں پاکستان کے مستقل نمائندے پرنس علی خان کار کے حادثے میں وفات پاگئے

اقوامِ متحدہ کے حلقوں میں دلی افسوس و رنج و ملال کا اظہار

پیرس ۱۳ مئی۔ اقوام متحدہ میں پاکستان کے مستقل نمائندے پرنس علی خان کل ایک کار کے حادثے میں وفات پاگئے۔ یہ حادثہ پیرس کے نواحی علاقے میں پیش آیا جبکہ ان کی کار سامنے سے آنے والی ایک موٹر گاڑی سے ٹکرا گئی۔ ایک اطلاع میں بتایا گیا ہے کہ سٹیرنگ وہیل سے ان کے سینہ کی ہڈیاں ٹوٹ گئی تھیں زخمی حالت میں انہیں ہسپتال لے جایا جا رہا تھا کہ راستے میں وہ وفات پاگئے۔ ان کی عمر ۴۸ سال تھی۔ اقوام متحدہ کے حلقوں میں ان کی وفات کی خبر سے رنج و افسوس کی لہر دوڑ گئی۔ انہوں نے مارچ ۱۹۵۸ء میں پاکستان کے مستقل مندوب کی حیثیت سے اقوام متحدہ میں اپنے تقرر کے کاغذات پیش کئے تھے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں آپ کو وہاں بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔ گزشتہ سال آپ جنرل اسمبلی کے نائب صدر چنے گئے تھے۔ ابھی حال ہی میں آپ کو اقوام متحدہ میں مستقل مندوب ہونے کے ساتھ ساتھ ارجنٹائن میں پاکستان کا سفیر بھی مقرر کیا گیا تھا۔ اور آپ عنقریب اپنے تقرر کے کاغذات پیش کرنے کی غرض سے بیونس ایرز جانے والے تھے۔ اور وہاں آپ نے ارجنٹائن کے یوم آزادی کی سالگرہ میں بھی پاکستان کی طرف سے شریک ہونا تھا۔

قائد اعظم کے مقبرہ کا سنگِ بنیاد

کراچی ۱۳ مئی۔ فیلڈ مارشل صدر محمد ایوب خان اگلے ماہ میں یہاں قائد اعظم کے مقبرے کا سنگ بنیاد رکھیں گے۔ مگر ابھی تک سنگ بنیاد رکھنے کی تقریب کے لئے کوئی تاریخ مقرر نہیں ہوئی ہے۔

مکرم شیخ نور احمد صاحب منیر نائیجیریا جانے کی غرض سے کراچی روانہ ہوگئے

ربوہ ریلوے سٹیشن پر احباب نے دلی دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا

ربوہ ۱۳ مئی۔ مکرم شیخ نور احمد صاحب منیر فاضل بغرض تبلیغ اسلام نائیجیریا جانے کے لئے کل مورخہ ۱۲ مئی کو چناب ایکسپریس سے کراچی روانہ ہوگئے۔ وہاں سے آپ بذریعہ ہوائی جہاز نائیجیریا کے دار الحکومت لیگس تشریف لے جائیں گے۔ کل مقامی احباب نے کثیر تعداد میں ریلوے اسٹیشن پر جمع ہو کر اظہار خلوص کے طور پر اپنے مجاہد بھائی کو پھولوں کے ہار پہنائے اور پُرجوش اسلامی نعرے لگا کر آپ کو دلی دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ گاڑی روانہ ہونے سے قبل مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے اجتماعی دعا کرائی۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے مکرم شیخ صاحب موصوف کو بخیر و عافیت منزل مقصود پر پہنچائے۔ سفر و حضر میں آپ کا حامی و ناصر ہو۔ اور آپ کو پہلے سے بھی بڑھ کر خدمت اسلام کی توفیق سے نوازے۔ آمین

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کی

روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ ۱۴ مئی سنہ ۱۹۶۰ء

دُنیا کا امن اور بڑی اقوام

باوجود ان کوششوں کے جو دنیا میں امن قائم رکھنے کے لئے بڑی اقوام بظاہر کر رہی ہیں امریکہ اور روس کی باہمی رنجش اور تلخی کم نہیں ہو رہی بلکہ اگر اسلحہ سازی کی دوڑ کو دیکھا جائے تو یہ تلخی روز بروز بڑھتی چلی جاتی ہے اور بعض مواقع پر جو دونوں طرف سے بیانات کی بوچھاڑ ہوتی ہے اس سے یہ خطرہ لاحق ہو جاتا ہے کہ کہیں باتوں باتوں میں یہ قومیں ہتھیار کے استعمال پر نہ اتر آئیں۔ اس سے اس خیالی طمینان کی تردید ہوتی ہے جو طاقت کی بنیاد پر دنیا میں توازن قائم رکھنے کے لئے بعض وقت ان اقوام کی طرف سے ظاہر کیا جاتا ہے۔

اس وقت حالت یہ ہے کہ دونوں طرفیں متضاد بجلی کی تاروں کی طرح بھری ہوئی آمنے سامنے کھڑی ہیں اور ڈر ہے کہ اگر دونوں کا فاصلہ اس حد تک قائم ہو گیا کہ دونوں ایک دوسرے سے لپٹ گئیں تو ایسا عظیم شعلہ پیدا ہوگا جس سے ساری دنیا جھلس کر رہ جائیگی۔ یہ درست ہے کہ طاقت کے توازن سے امن رہتا ہے۔ لیکن توازن کب تک رہتا ہے۔ اس کا کسی کو کوئی علم نہیں۔ دنیا آتش گیر مادہ کا ایک بے پناہ ڈھیر بنی ہوئی ہے۔ ذرا سی چنگاری کی ضرورت ہے۔ جب بھی ایسی چنگاری اس میں گری عالمگیر دھماکہ ضرور ہوگا اور اسکے جو نتائج ہیں ان کو سمجھنے کے لئے زیادہ سوچنے کی چنداں ضرورت نہیں۔

مشکل یہ ہے کہ جوں جوں یہ اقوام مادی قوت پر زیادہ سے زیادہ منحصر ہوتی جاتی ہیں اور زیادہ سے زیادہ اس کا ذخیرہ جمع کرتی جا رہی ہیں توں توں اخلاقی ذمہ داریوں کا احساس بھی کم سے کم ہوتا چلا جا رہا ہے۔ دنیا کی ذہنیت مادہ پرستی کی وجہ سے اخلاق کو محض ایک فیشن سے زیادہ حیثیت نہیں دے رہی۔ اخلاق کے ازلی اور ابدی اصولوں کی طبیعتیں منحرف ہوتی جا رہی ہیں اور ان کی حیثیت محض وقتی تدبیر سے زیادہ نہیں رہی۔ اس لئے حرص و ہوا کے پھیلاؤ کو حدود کے اندر رکھنے والی طاقتیں بہت کمزور ہوتی جا رہی ہیں انسانی اخلاقی اقدار سے عاری ہو کر محض حیوانی شعور و احساس کی سطح پر آتا جا رہا ہے جس کی خصوصیت یہ ہے کہ آئندہ نتائج کی پرواہ کئے بغیر وقتی ضرورت کو پورا کر لیا جائے۔

اس طرح مادی قوت کی فراوانی بجائے خود ایک عظیم خطرہ بن گئی ہے۔ ضرب المثل ہے کہ دیو کی سی طاقت رکھنا اچھا ہے مگر اس کو دیو کی طرح استعمال کرنا غلط ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہو رہا ہے کہ جو مادی طاقت انسان اپنے قابو میں لا رہا ہے کیا وہ اسکو دیو کی طرح استعمال کرے گا یا فرشتہ کی طرح جہاں تک روز بروز اخلاقی اقدار کی کمی کا تعلق ہے۔ انسان فرشتہ کی خصلتیں کھو رہا ہے اور دیو کی خصلتیں اپنا رہا ہے۔ اور بہت ممکن ہے کہ ہوتے ہوتے یہ ایک دن دیو ہی بن جائے اور پھر اپنی جمع کردہ قوتوں کو دیو کی طرح استعمال کرنے لگے۔ اس کا نتیجہ جو ہو سکتا ہے ظاہر ہے یہ ٹھیک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو احسن تقویم میں پیدا کیا ہے۔ لیکن ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے یہ بھی جتلا دیا ہے کہ "ثم رددناہ اسفل سافلین" یعنی وہ اسفل سافلین میں گر جانے کے رجحانات بھی رکھتا ہے۔ اس وقت اگر دنیا کی اخلاقی حالت کا اندازہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ "اسفل سافلین" کی خصوصیات ملکوتی خصوصیات پر غالب آتی جا رہی ہیں اور اگر یہی صورت حال ترقی کرتی چلی گئی تو اسفل سافلین کی خصوصیات پورا پورا غلبہ حاصل کر لیں گی۔

اس وقت دُنیا کی جو حالت ہے وہ یہ ہے کہ بعض مغربی اقوام تمام دُنیا کی پیداواری دولت پر قابض ہو گئی ہیں۔ ایشیا میں اب ذرا کم مگر افریقہ کے ایک بہت بڑے حصہ پر مغربی اقوام کی اجارہ داری قائم ہے۔ ان ممالک کے اصل باشندوں کو انہوں نے اپنا بے دام غلام بنا رکھا ہے اور جس طرح چاہتے ہیں ان کو استعمال کیا جاتا ہے۔ ان میں سے جنوبی افریقہ کی مثال نہایت نمایاں ہے۔ جنوبی افریقہ میں انگریز غالب اور دوسری مغربی یا دوسرے لفظوں میں سفید رنگ اقوام کا جبری تسلط قائم ہے۔ اس ملک کی دولت سونے کی وسیع کانیں ہیں جو ساری دنیا کا ½ حصہ سونا پیدا کرتی ہیں۔ مشرق سے لے کر مغرب تک کانی گہرائی پر سونے کی ایک عریض لکیر چلی گئی ہے۔ یہاں سے سونا نکالنا ایک بڑے جان جوکھوں کا کام ہے جانز برگ کے قریب ان کمپنیوں کا مرکز ہے جو سونا نکالتی ہیں۔ ان کانوں میں کھدائی کا جانکاہ کام افریقنوں سے لیا جاتا ہے۔ ان کی حیثیت مزدور سے بھی بدتر ہوتی ہے کمپنیوں کے ایجنٹ نوجوان افریقنوں کو ارد گرد کے علاقوں سے ایک معاہدہ کے تحت لاتے ہیں جو چھ ماہ یا نو ماہ کا ہوتا ہے۔ اس عرصہ میں ان مزدوروں کو جو مزدوری دی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ کھا پی کر ایک افریقی تقریباً ۷/ پونڈ بچا سکتا ہے۔ جو گھر پہنچنے پر گھر کے اخراجات میں چک جاتے ہیں دوران ملازمت میں مزدور کو وردی دی جاتی ہے۔ مزدور اپنی کمائی سے کچھ کپڑے وغیرہ بھی بنا لیتا ہے لیکن کسی افریقی باشندہ کو ترقی کا کوئی موقع نہیں دیا جاتا۔ زیادہ آمدنی اور تنخواہ والے کام سفید رنگ لوگوں کے لئے مخصوص ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ سفید رنگ مغربی تو دولت مند بن جاتا ہے لیکن ایک افریقی مزدور خواہ وہ کتنا ہی کارآمد اور سمجھدار ہو قلی کا قلی بنا رہتا ہے۔ اس طرح سفید اقوام نہ صرف افریقنوں کی ملکی دولت پر قابض ہیں بلکہ اس دولت کو پیدا کرنے کے لئے خود افریقنوں کی ملکی دولت پر قابض ہیں بلکہ اس دولت کو پیدا کرنے کے لئے خود افریقنوں ہی کا خون پسینہ ایک کیا جاتا ہے۔ ملک بھی انکا اور محنت بھی ان کی ہے۔ سفید اقوام اپنی راہنمائی کی قیمت میں تمام فائدہ خود اٹھاتی ہیں اور افریقنوں کو صرف جیتے رہنے کی حد تک ٹکڑا دے دیتی ہیں۔

یہ ایک مثال ہے۔ ورنہ دیکھا جائے تو ایشیا و افریقہ امریکہ بلکہ خود یورپ میں بھی لوٹ کھسوٹ کا یہی اصول زیر عمل ہے فرق صرف اتنا ہے کہ جو ملکی قوم ذرا سیانی ہے وہ زیادہ فائدہ اٹھا رہی ہے۔ عربستان اور ایران کا تیل ہو یا افریقہ کا سونا۔ اس کا اصل فائدہ سفید رنگ کے لوگ ہی اٹھا رہے ہیں اور ان کی دیکھا دیکھی اب بعض ایشیائی اقوام بھی آپس میں اسی طریق کار کو اپنانے کی کوشش کر رہی ہیں۔ جہاں فرانس نے الجزائر کو دبا رکھا ہے۔ وہاں اب بعض ایشیائی طاقتور ملک بھی اپنے ہمسایوں کے ساتھ یہی سلوک کرنا چاہتے ہیں۔ چین نے تبت سے جنوب مغربی علاقوں پر جو قبضہ کیا ہے وہ اسی ذہنیت کا مظاہرہ ہے۔ بھارت نے کشمیریوں کا حق آزادی اسی وجہ سے سلب کر رکھا ہے کہ وہ زیادہ طاقتور ہے۔ برطانیہ۔ امریکہ۔ فرانس بڑی بڑی اقوام کہلاتی ہیں اور روس اپنے آپ کو سب اقوام سے بڑا سمجھتا ہے۔ اس طرح دنیا میں ایک خالص متحارب فضا پیدا ہو گئی ہے۔ روس ہی صرف اخلاق باختہ نہیں ہے۔ بلکہ دیکھا جائے تو تمام ایسی اقوام جو دوسرے ملکوں پر اپنا تسلط رکھنا چاہتی ہیں اور طوعاً و کرہاً دوسرے ملکوں کی دولت سمیٹ کر اپنے معیار زندگی کی بلندی پر فخر کرتی ہیں یہ سب اقوام اخلاقی اقدار کی عملاً منکر ہو چکی ہیں اور ان کو صرف اپنی مطلب براری کا ذریعہ سمجھتی ہیں اور محکوم اقوام نرے اخلاقی اقدار سے مایوس ہو چکی ہیں۔ دنیا کی یہ ذہنیت دیو کی ذہنیت سے ملتی جلتی ہے۔ اسلئے جتنی زیادہ قوت ہو رہی ہے اتنا ہی زیادہ خطرہ لگ رہا ہے۔

سوال ہے کہ کیا اس کا کوئی علاج ہے؟ یقیناً اس کا علاج ہے اور اللہ تعالےٰ ہی نے اس کا علاج بھی بتایا ہے

الا الذین اٰمنوا
وعملوا الصالحات
فلھم اجرٌ غیر ممنون

یعنی جو لوگ اللہ تعالےٰ اسکے رسول اور معاد پر ایمان لائیں اور نیک اعمال بجا لائیں ان کے لئے غیر محدود اجر ہے اب انسان اسفل سافلین کے گڑھے سے صرف اسی صورت میں بچ سکتا ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کرے۔ تاکہ کالے گورے۔ احمر و اصفر کا امتیاز مٹ جائے اور تمام انسان ان قوتوں کو جو اسکو حاصل ہوئی ہیں اپنی فلاح کے لئے استعمال کرنا سیکھے۔ بے شک اس وقت حیوانیت غالب ہے۔ لیکن انسانیت بلکہ ملکوتیت بالکل مردہ نہیں ہوئی اور نہ کبھی مردہ ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالےٰ ایسا نہیں چاہتا اور یقیناً اللہ تعالےٰ کی بات ہی پوری ہو کر رہے گی۔

ملفوظات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۹ مئی ۱۹۴۴ء بمقام قادیان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے یہ غیر مطبوعہ ملفوظات ہیں جنہیں ادارۂ زود نویسی اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

روح انسانی

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ایک دوست سے سائنس کے مختلف مسائل پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا۔ جہاں تک موت کے بعد خدا تعالیٰ کے قبضہ و تصرف میں روح انسانی کے جانے

کا سوال ہے۔ اس کو الگ

رکھ کر اگر روح کی حقیقت پر غور کیا جائے تو قرآن کریم اور احادیث سے یہ کہیں پتہ نہیں لگتا۔ کہ روح کوئی ایسی چیز ہے جسے ہم محسوس نہیں کر سکتے۔ پس اگر ہم

روح کا مشاہدہ

کرنے کی کوشش کریں۔ تو یہ ہرگز مذہب کے خلاف بات نہیں ہوگی۔ مگر ابھی تک ہمارے پاس کوئی ایسے شواہد نہیں ہیں۔ جن سے انسانی روح کو محسوس کیا جا سکے۔ اور دوسروں کو بھی اس کے وجود کا مشاہدہ کرایا جا سکے۔ اگر روح کی حقیقت پر غور کرتے ہوئے اس رنگ میں تحقیق کی جائے جس رنگ میں ڈاکٹر بوس نے بیٹریوں کے متعلق ہلکے تجارب کے بعد یہ ثابت کیا ہے کہ ان میں بھی روح پائی جاتی ہے۔ اور

سائنس کے مشاہدات

سے ثابت کیا جائے کہ دماغی یا قلبی قوت کے علاوہ انسان کے اندر کوئی اور بھی ایسی چیز ہے جو ان سب سے ممتاز ہے۔ اور جو جسم انسانی میں کام کرتی ہے۔ تو یہ موجودہ زمانہ کی دہریت کا قلع قمع کرنے کے لئے ایک زبردست ہتھیار ہوگا۔ سائنس ریسرچ انسٹی ٹیوٹ میں سائنس کے ایک دو ایکسپرٹ ایسے ہونے چاہئیں۔ جو دن رات اس کام میں مشغول رہیں اور تحقیقات کریں کہ وہ کونسے ذرائع ہیں جن سے روح کا وجود ثابت کیا جا سکتا ہے۔

ہماری غرض یہ ہے

کہ کسی طرح ہم سائنٹیفک طور پر بھی ثابت کر دیں۔ کہ انسانی جسم میں مادہ کے علاوہ بھی کوئی چیز ہے۔ جس کے کام کے متعلق ہم یہ نہیں کہہ سکتے ہیں کہ وہ دل کا کام ہے یا دماغ کا کام ہے اللہ تعالیٰ کے وجود کے متعلق تو ہمیں یہ آسانی حاصل ہے۔ کہ ہم اس کی قدرتوں کے ثبوت لوگوں کے سامنے پیش کر دیتے ہیں۔ لیکن روح کا اس وقت تک کوئی ایسا کام نظر نہیں آتا۔ جس کو پیش کر کے ہم کہہ سکیں۔ کہ یہ نائیٹروجن یا ہارٹ ورک نہیں۔ بالواسطہ تو روح کا وجود ثابت کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً ہم ثابت کر دیتے ہیں۔ کہ خدا ہے۔ اور پھر کہہ دیتے ہیں۔ کہ خدا نے ہی یہ کہا ہے۔ کہ میں نے روح پیدا کی۔ اس لئے تم اس پر ایمان لاؤ۔ یا

اللہ تعالیٰ کے انبیاءؑ

کو پیش کر کے جنہوں نے اپنی روحانی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہوتا ہے۔ ہم کہہ دیتے ہیں۔ کہ ان کا وجود روح کی حقیقت کو ظاہر کر رہا ہے۔ کیونکہ یہ اس کے قائل ہیں مگر یہ سب بالواسطہ ثبوت ہیں۔ اب تک کوئی ایسا ظاہری ثبوت نہیں ملا جس سے روح کا وجود ثابت کیا جا سکے۔ اور دوسروں کو بھی اس کا مشاہدہ کرایا جا سکے۔ کہ جسم انسانی میں فلاں چیز ایسی ہے۔ جس کے افعال کو قلب یا دماغ کی طرف منسوب نہیں کیا جا سکتا۔ فرشتوں کے متعلق بھی ہم کہہ دیتے ہیں۔ کہ وہ ہم سے ملے۔ اور انہوں نے باتیں کیں۔ مگر

روح کے متعلق

سائنس کے مشاہدات اور تجربات کی رو سے ابھی تک کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ صوفیاء نے اس کے متعلق کوشش کی ہے۔ لیکن اب تک وہ ہمیں کسی ایسے مقام تک نہیں پہنچا سکے۔ جہاں پہنچ کر دوسری قوموں کو بھی اس کا قائل کیا جا سکے۔ مثلاً وہ کہتے ہیں۔ علم الاشراق کے ماتحت روحیں ایک مقام سے دوسرے مقام پر پہنچ جاتی ہیں۔ اور یہ ثبوت ہوتا ہے۔ اس بات کا کہ روح کوئی الگ چیز ہے۔ لیکن اس بارہ میں ابھی تک کوئی ایسا ثبوت نہیں ملا۔ جسے دوسری توجیہات سے رد نہ کیا جا سکتا ہو۔ پھر جہاں تک تجربہ بتا رہا ہے۔ یہ چیز بھی الٰہی تصرف کے ماتحت معلوم ہوتی ہے۔ ہماری ذاتی کوشش یا خواہش کا اس میں دخل نہیں ہوتا۔

مجھے یاد ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ایک دفعہ ایک شخص آیا۔ اور اس نے کہا میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے راستہ میں آتے ہوئے آپ کو فلاں سٹیشن پر (لاہور تھا یا امرتسر) دیکھا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تو وہاں نہیں گیا تھا۔ پس ہم یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ اپنے تصرف سے انسان ایسا کر سکتا ہے۔ اور نہ تجربہ نے ابھی اس کی تصدیق کی ہے۔ پس یہ چیز ایسی نہیں ہے کہ جسے دوسروں کے سامنے

بطور حجت

پیش کیا جا سکے۔ بعض اور علوم ایسے ہیں۔ جن میں مشق پیدا کر کے انسان ایسے کام کر لیتا ہے۔ جو عام لوگوں کے لئے حیرت کا باعث ہوتے ہیں۔ میں نے خود ان علوم کا ایک دفعہ تجربہ کرنا شروع کیا تھا۔ مگر چند دن کے بعد میں نے ان کو چھوڑ دیا۔ کیونکہ ان میں مادیت ہی مادیت تھی۔ میں اس وقت اپنے تجربہ سے یہ سمجھتا تھا کہ اگر میں کوشش کروں۔ تو بہت جلد اس میں ترقی کر سکتا ہوں۔ مگر پھر میں نے یہ سمجھا کہ یہ اپنی

عمر کو ضائع کرنیوالی

بات ہے۔ مثلاً پیٹھ کے پیچھے کتاب رکھ کر پڑھ لینا یا دوسری جگہ سے کسی کو دیکھ لینا یا ایسی ہی بعض اور باتوں میں مہارت پیدا کر لینا کوئی مشکل امر نہیں۔ میں نے خود چند دنوں میں ہی ان باتوں کو حاصل کر لیا تھا۔

یہ ساری باتیں ایسی ہیں

جو مادیت سے تعلق رکھنے والی ہیں روحانیت سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ اسی وجہ سے میں نے ان کو ترک کر دیا۔ اور سمجھا کہ اس سے وقت ضائع ہوتا ہے۔ کچھ یہ بات بھی روک بن گئی۔ کہ انہی دنوں رؤیا میں مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نظر آئے۔ اور آپ مجھے فرمانے لگے۔ کہ محمود ایسا نہ کرو۔ اس طرح سینہ کمزور ہو جاتا ہے۔ اور سل کا خطرہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ میں نے ان تجارب کو بالکل ترک کر دیا۔ میں نے دیکھا۔ جو لوگ اس قسم کے

تجارب میں مشغول

ہوتے ہیں۔ وہ وہمی بن جاتے ہیں۔ ولایت میں بھی لوگ نظر آ جاتے ہیں۔ مگر ان کی حالت ایسی ہی ہوتی ہے۔ کہ بال بکھرے ہوئے ہوتے ہیں آنکھیں پھٹی ہوئی ہوتی ہیں۔ کپڑوں پر مٹی پڑی ہوئی ہوتی ہے۔ اور انہیں کچھ ہوش ہی نہیں ہوتا۔ کہ اپنی

حالت کی درستی

کی طرف توجہ کریں۔ وہ ایسے ہی معلوم ہوتے ہیں۔ جیسے ہمارے ملک میں سادھو ہوتے ہیں۔ حالانکہ یورپ میں بناؤ سنگھار پر خاص طور پر زور دیا جاتا ہے۔

در حقیقت یہ

ایک دماغی علم ہے

روحانی علم نہیں۔ جو لوگ اس علم کے حصول کے لئے مختلف مشقیں کرتے ہیں ان کی قوت ارادی بالکل ماری جاتی ہے۔

پیر افتخار احمد صاحب کو

بچپن میں

ان کے والد صوفی احمد جان صاحب یہی مشقیں کرایا کرتے تھے۔ کیونکہ وہ اس وقت سمجھتے تھے۔ یہ ایک روحانی علم ہے۔ ایک دفعہ پیر صاحب کے پیٹ میں درد ہوا۔ حضرت خلیفہ اولؓ پیر افتخار احمد صاحب کو بھائی کہا کرتے تھے کیونکہ پیر صاحب آپؓ کے برادر نسبتی تھے آپ نے فرمایا بھائی ذرا لیٹ جاؤ۔ تاکہ میں دیکھ لوں تمہیں کیسا درد ہے۔

وہ بیٹھ گئے تو حضرت خلیفہ اوّل رضؓ نے ان کے پیٹ پر ہاتھ رکھا اور انگلیوں سے ابھی دبانا ہی شروع کیا تھا کہ پیر صاحب جلدی سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے ہَیں ہَیں یہ کیا کرنے لگے ہو۔ حضرت خلیفہ اوّل رضؓ فرمانے لگے پیٹ دیکھنے لگا ہوں اور کیا کرنے لگا ہوں۔ وہ کہنے لگے آپ کی انگلیاں اگر میرے پیٹ میں دھنس جاتیں تو میں کیا کرتا۔ آپ کی تو قوت ارادی بڑی زبردست ہے۔

تو ان لوگوں کی وِل پاور بالکل ماری جاتی ہے۔ جہاں بعض باتوں میں وہ دوسروں سے بڑھے ہوئے نظر آتے ہیں وہاں ان کی عمل کی طاقت بالکل جاتی رہتی ہے

حضرت موسےٰ علیہ السلام کا معجزہ

ایک دوست نے عرض کیا ایک یورپین مصنف نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے آرٹ آف ڈوسنگ کے ذریعہ بنی اسرائیل کے لئے پانی کا پتہ لگا لیا تھا۔ کیونکہ پانی کی لہروں کا قلب کے ساتھ تعلق ہوتا ہے اور اس علم کے ذریعہ انسان معلوم کر سکتا ہے کہ زمین کے نیچے کہاں کہاں چشمے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس علم سے ان بارہ چشموں کا پتہ لگایا تھا جو بنی اسرائیل کی سیرابی کا باعث ہوئے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ آرٹ آف ڈوسنگ کے ذریعہ اسبات کا علم ہو سکتا ہے کہ زمین کے نیچے کہاں کہاں چشمے ہیں۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ بات کس طرح پیدا ہو گئی کہ جہاں بنی اسرائیل کو پانی کی ضرورت پیش آئی اور جہاں وہ شدت پیاس سے موت کے قریب پہنچ چکے تھے۔ اُسی جگہ زمین میں سے پانی بھی نکل آیا۔ یہ دونوں باتیں ایک مقام پر کس طرح اکٹھی ہو گئیں۔ ہم صرف اسبات کو معجزہ قرار نہیں دیتے کہ زمین سے ایک مقام پر پانی نکل آیا۔ بلکہ ہم معجزہ اسبات کو قرار دیتے ہیں کہ جہاں بنی اسرائیل کو یہ ضرورت حقہ پیش آئی۔ اس جگہ اللہ تعالےٰ نے ان کے لئے یہ سامان پیدا فرما دیا۔ پس اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کسی علم کے ماتحت چشموں کو معلوم کر لیا تھا۔ تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کونسی طاقت تھی جو بنی اسرائیل کی ہلاکت اور تباہی کے وقت اُن کے قدم عین اسی جگہ لے گئی جہاں پانی موجود تھا

کسی اور جگہ نہ لے گئی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

لطیفہ سنایا کرتے تھے

کہ کوئی شخص کسی کے باغ میں سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ انگوروں کا ایک ٹوکرا بھر کر اپنے گھر کی طرف لے جا رہا تھا کہ راستہ میں باغ کا مالک مل گیا اور چونکہ وہاں اسی کا باغ تھا۔ اس نے پہچان لیا کہ یہ شخص میرے باغ میں سے انگور چرا کر لے جا رہا ہے۔ چنانچہ اس نے اسے پکڑ لیا اور کہا بتاؤ تم یہ انگور کس کی اجازت سے گھر لے جا رہے ہو۔ وہ کہنے لگا۔ پہلے میری بات سن لو پھر جو جی چاہے اعتراض کرنا۔ اس نے کہا۔ سناؤ کیا بات ہوئی۔ وہ کہنے لگا بات یہ ہے کہ میں فلاں جگہ سے گذر رہا تھا کہ ایک بگولہ آیا اور اس نے مجھے اٹھا کر آپ کے باغ میں گرا دیا۔ آپ بتائیں کیا اس میں میرا کوئی قصور ہے۔ مالک کہنے لگا ہرگز نہیں تمہارا اس میں کوئی قصور نہیں۔ وہ کہنے لگا آگے سنو۔ جب میں گرا تو تھوڑی دیر کے بعد دوبارہ زور سے بگولہ اٹھا آپ جانتے ہیں جان بڑی پیاری ہوتی ہے میں نے بچنے کے لئے اِدھر اُدھر ہاتھ مارے تو انگور کے گچھے چونکہ قریب ہی تھے۔ میرا ہاتھ ان پر جا پڑا اور انگور گرنے لگے۔ بتائیے کیا اس میں میرا کوئی قصور ہے۔ مالک کہنے لگا ہرگز نہیں۔ اس نے کہا جب انگور گرنے لگا تو اتفاقاً نیچے ایک ٹوکرا پڑا ہوا تھا۔ انگور اس میں جمع ہو گئے اب بتائیے کیا اس میں بھی میرا کوئی قصور ہے۔ باغ کا مالک کہنے لگا ہرگز نہیں۔ اگر میرا سارا باغ اجڑ جاتا اور تمہاری جان بچ جاتی تو مجھے کوئی اعتراض نہ ہوتا لیکن تم یہ بتاؤ تمہیں یہ کس نے کہا تھا کہ تم اپنے سر پر ٹوکرا اٹھاؤ اور اسے لے کر اپنے گھر کی طرف چل پڑو۔ وہ کہنے لگا۔ بس یہی میں بھی سوچتا آ رہا تھا کہ یہ کیا بات ہوئی کہ میں انگوروں کا ٹوکرا اٹھائے اپنے گھر کی طرف جا رہا ہوں۔ اسی طرح ہم نے مان لیا کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کو کوئی ایسا علم آتا تھا مگر

سوال یہ ہے

کہ وہ کونسا علم تھا جو موسےٰؑ کو اس وقت پانی کے ان چشموں پر لایا۔ جب بنی اسرائیل پیاس سے مر رہے تھے جب وہ جنگلوں میں بھٹکتے پھر رہے تھے۔ اور جب انہیں اپنی زندگی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی۔ یہ چیز ہے جسے ہم معجزہ کہتے ہیں اور یہ چیز ہے جسے کوئی علم اور کوئی تھیوری باطل نہیں کر سکتی اعتراض تب ہوتا جب حضرت موسےٰ علیہ السلام نے آرٹ آف ڈوسنگ کے ذریعہ پہلے چشموں کا پتہ لگا لیا ہوتا اور پھر بنی اسرائیل کو وہ اس مقام پر لا کر دکھا دیتے کہ یہاں چشمے موجود ہیں جیسے تعویذوں والے پہلے کسی مقام پر تعویذ گڑوا دیتے ہیں اور پھر لوگوں سے کہتے ہیں جاؤ فلاں جگہ سے زمین کھودو وہاں سے کچھ تعویذ نکلیں گے۔ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی ایسا ہی کرتے تو بے شک اسے ہم معجزہ قرار نہیں دے سکتے تھے مگر یہاں تو یہ کیفیت ہے کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام اپنی قوم کو مصر سے لا رہے ہیں ایک ایسے راستہ سے لا رہے ہیں جو بالکل نیا ہے آتے آتے ان کو راہ بھول جاتا ہے اور وہ جنگلوں میں ادھر اُدھر بھٹکتے پھرتے ہیں اس دوران میں ان کو پیاس لگتی ہے اور جب پیاس انتہا کو پہونچ جاتی ہے اور وہ مرنے لگتے ہیں تو اللہ تعالےٰ حضرت موسےٰ علیہ السلام کے ذریعہ معجزانہ طور پر ان کے لئے پانی کے چشمے زمین سے پھوڑتا ہے۔ اگر حضرت موسےٰ علیہ السلام نے آرٹ آف ڈوسنگ کے ذریعہ چشمے معلوم کرنے تھے تو سوال یہ ہے کہ فرعون کا بنی اسرائیل سے لڑنا۔ پھر بنی اسرائیل کا مصر سے بھاگنا۔ ایک نئے راستہ پر آنا۔ اصل راستے کو بھول جانا جنگلوں میں اِدھر اُدھر بھٹکتے پھرنا پیاس لگنا۔ پیاس کا اپنے انتہا کو پہنچ جانا اور اس حالت میں اللہ تعالےٰ کا ان کو ایسے مقام پر لے جا کر کھڑا کر دینا جہاں پانی موجود تھا۔ یہ کونسے آرٹ آف ڈوسنگ کے ماتحت ہو گیا۔

یہ ساری چیزیں بتا رہی ہیں

کہ جو کچھ ہُوا اللہ تعالےٰ کی تائید سے ہُوا اگر ان سب باتوں کو نظر انداز کر دیا جائے اور خود بخود کوئی نظریہ قائم کر لیا جائے تو یہ ایسی ہی بات ہو گی جیسے فرائیڈ نے کہہ دیا کہ موسےٰؑ کوئی تھا ہی نہیں۔

یتامیٰ ——— اور ——— مساکین

فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝ (پ ۳۰)

(ترجمہ) پس (ان احسانوں کے نتیجہ میں) (جو اللہ تعالےٰ نے تم پر کئے) تو بھی یتیموں کو اُجاڑنے میں لگا رہ۔ اور سوالی کو تو جھڑک مت۔

(تفسیر) یعنی ان کی حالت ایسی نہ ہو کہ وہ سمجھیں کہ ہم لوگوں کے صدقوں سے پل رہے ہیں۔ جس سے ان کی ہمتیں مر جائیں۔ بلکہ لوگ ان کو اپنے عزیزوں کی طرح پالیں۔ جس سے ان کی ہمتیں بلند رہیں۔ جیسا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہُوا کہ گو آپؐ بھی یتیم تھے۔ مگر آپ کو آپ کے دادا اور آپ کے چچا نے بیٹوں سے بھی اچھا رکھا۔ پس فرماتا ہے ایسی کوشش کرو کہ لوگ یتیموں کو عزیزوں اور قریبیوں کی طرح سمجھیں۔ اور یتیموں کے احساسات کو کبھی صدمہ نہ پہنچے۔ بلکہ وہ ہمیشہ بلند ہوتے رہیں۔ (تفسیر صغیر ص ۱۵۹۷)

ہم میں سے جس کو بھی اللہ تعالےٰ وسعت اور توفیق دے یتامیٰ کی پرورش کرنی چاہیئے اور مساکین کی امداد تو ہر شخص اپنی طاقت کے مطابق کر سکتا ہے۔ جس میں کوتاہی مناسب نہیں یتامیٰ اور مساکین کی امداد میں مذہب و ملت کا امتیاز کرنا بھی درست نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ایک یتیم بچہ جس کے والدین دہریہ تھے آپ کی تعلیم و تربیت سے ایک بہت بڑا خدا پرست انسان بن جائے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے یتامیٰ کی پرورش کے بارہ میں کیسی لطیف تفسیر بیان فرمائی ہے۔ جو شخص اسے مد نظر رکھتے ہوئے۔ یتیم کی پرورش کرے گا۔ وہ یقیناً اللہ تعالےٰ کے حضور بہت بڑے انعام کا مستحق ہو گا۔ انصار اللہ خود بھی اسے مدنظر رکھیں اور دوسروں کو بھی تلقین کرتے رہیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

قائد خدمت خلق انصار اللہ مرکزیہ ربوہ

———★———

تعلیم الاسلام کالج ربوہ ـــــ سالانہ کوائف ۱۹۵۹-۶۰ء

محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ایم۔ اے (آکسن) پرنسپل تعلیم الاسلام کالج ربوہ نے مورخہ ۷ رمئی ۱۹۶۰ء کو کالج کے جلسۂ تقسیم انعامات میں مغربی پاکستان ہائی کورٹ کے چیف جسٹس محترم جناب ایم۔ آر۔ کیانی صاحب کے زیر صدارت جو سالانہ رپورٹ پڑھ کر سنائی تھی اس کا متن افادۂ احباب کے لئے ذیل میں درج کیا جا رہا ہے۔

(ادارہ)

(۱)

جناب صدر۔ خواتین و حضرات۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمدللہ۔ کہ تعلیم الاسلام کالج اپنی بھرپور زندگی کی سولہ منازل کامیابی کے ساتھ طے کر چکا ہے۔ اور اب ہم نئی امنگوں اور جوان امیدوں کے ساتھ نئے تعلیمی سال میں قدم رکھ رہے ہیں۔ یہ سال ایک نئے دور کا پیش خیمہ ہے۔ اور کئی لحاظ سے اپنے ساتھ نئے تقاضے اور نئی قدریں لا رہا ہے۔ ساری قوم اس وقت بڑے وثوق اور اعتماد کے ساتھ زندگی کے چوراہے پر اپنے لئے بہترین راہ متعین کرنے میں ہمہ تن مصروف ہے۔ خود ہمارے اعلیٰ تعلیمی اور علمی ماحول میں ایک عظیم انقلاب کی آمد آمد ہے۔ ان حالات میں میں مناسب سمجھتا ہوں کہ کالج کی چند ایک خصوصیات اور مقاصد مختصراً واضح کر دیئے جائیں۔

۱۔ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تعلیم الاسلام کالج کے قیام کے اغراض و مقاصد بیان فرماتے ہوئے طلباء سے فرمایا "تم کسی فرقے سے تعلق رکھو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ جو کچھ تم مانتے ہو۔ اس پر عمل کرو......

پس میں طلباء کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ تم کالج کی روایات قائم رکھو۔ یہ تعلیم الاسلام کالج ہے۔ اور اس کے معنی یہ ہیں۔ کہ یہ کالج تمہیں عملی مسلمان بنا دیگا اور یہی اس کالج کے قائم کرنے کی غرض ہے۔" ("الفضل" ۶ دسمبر ۱۹۵۵ء)

چنانچہ اس عظیم مقصد کے حصول کے لئے سٹاف اور طلباء پوری تندہی، باہمی تعاون اور تعلق خاطر سے سارا سال کوشش کرتے ہیں۔ اٹھتے بیٹھتے۔ کلاس رومز میں۔ ہوسٹل میں۔ کھیلوں کے میدان یا زندگی کے میدان میں۔ تعلیم الاسلام کالج کے طلباء اور اساتذہ اسی "علم و عمل" کے جھنڈے کو بلند رکھنے میں کوشاں ہیں۔ ان کی اس شبانہ روز کی مساعی اور عملی جدوجہد کو کاغذی پیرہن میں آپ کے سامنے پیش کرنا ایک کٹھن کام ہے۔ یہ حقیقت صرف دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے کہنے کا مطلب یہ نہیں کہ ہم غلطی سے پاک ہیں۔ یا یہ کہ ہمیں اپنی خامیوں کا احساس نہیں۔ البتہ یہاں کا سٹاف اور طلباء اس بے لوث محبت اور درد و خلوص کی متاع نایاب اور گوہر گراں مایہ سے مالا مال ہیں۔ جو تعلیم کے لئے بالعموم اور تربیت کے لئے بالخصوص اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ اساتذہ و طلباء کے تعلقات ضرب المثل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ مقام شکر اور فخر ہے کہ ہم صرف طلباء کے نام ہی نہیں جانتے طلباء کو بھی جانتے ہیں۔ ان کے گھریلو حالات ان کی ذاتی الجھنوں اور مخصوص مشکلات سے بھی باخبر ہیں۔ اور مسرت کی بات یہ ہے کہ طلباء بھی مشورے کے لئے ہمارے پاس اسی طرح آتے ہیں۔ جس طرح ایک شخص اپنے ہمدرد اور مخلص باپ بلکہ دوست کے پاس آتا اور اپنی مشکلات بیان کرتا ہے۔ مزید یہ کہ ہمارا یہ باہمی تعلق کالج کی چار دیواری تک محدود نہیں۔ بلکہ کالج کے اوقات کے بعد بھی قائم رہتا ہے۔

دوسری نمایاں خصوصیت اس کالج کی یہ ہے کہ یہ تجارتی ادارہ نہیں ہے۔ یہ ایک غریب کالج ہے۔ جو "الفقر فخری" کے ارشاد مبارک کی روشنی میں ایک غریب قوم کے غریب بچوں کے لئے غریب ہاتھوں سے بنایا گیا ہے۔ اس کی ایک ایک اینٹ پر غرباء کی ہمت اور قربانی کی داستان ثبت ہے۔ غریب سے مراد صرف مادی ذرائع کی کمی ہے۔ ہاں اگر ایک طرف یہ ذرائع مفقود ہیں تو دوسری طرف روحانی وسائل اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور برکات کی فراوانی ہے۔ سکوں کی کمی انسانوں سے یعنی سٹاف و طلباء کی محنت دیانت اور ہمت کے طفیل پڑھ چڑھ کر پوری ہو جاتی ہے۔ پچھلے سولہ ہنگامہ خیز سالوں میں کالج کی یہ تیسری عمارت ہے جو اسے آباد کرنی پڑی ہے۔ یہ عمارت ہم نے آہستہ آہستہ خود بنائی ہے۔ الحمدللہ۔ آئندہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی تکمیل و توسیع کریں گے ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ امید ہیں کہ وہ ضرور ہم غریبوں کی لاج رکھے گا اور مادی ذرائع کی کمی ہمیشہ روحانی وسائل اور کارکنوں کی جواں ہمتی سے پوری ہوتی رہے گی۔ انشاء اللہ۔

اس سلسلے میں یہ امر بھی خصوصیت سے قابل ذکر ہے۔ کہ ہمارے سٹاف کی غالب اکثریت لائف ممبرز پر مشتمل ہے۔ چنانچہ جہاں کالج کا نقطۂ نگاہ کمرشل اور کاروباری نہیں وہاں سٹاف کا نصب العین بھی جلب زر نہیں بلکہ خالصتاً خدمت ہے۔

تیسری خصوصیت یہ ہے کہ تعلیم الاسلام کالج ایک بین الاقوامی حیثیت کا حامل ہے کالج کے طلباء کا حلقہ انڈونیشیا۔ برما تبت۔ ہندوستان۔ مغربی افریقہ۔ مشرقی افریقہ۔ شمالی لینڈ اور بحرین وغیرہ ممالک تک پھیلا ہوا ہے اگرچہ بعض ممالک میں سیاسی بحران اور زر مبادلہ کی دقتوں کے باعث طلباء کی تعداد میں کمی آگئی ہے لیکن ہم امید رکھتے ہیں کہ یہ حلقہ آئندہ اور بھی وسیع ہوتا چلا جائے گا۔ انشاء اللہ۔

علاوہ ازیں جہاں اس پسماندہ علاقے کے لئے اس کالج کا وجود ایک نعمت غیر مترقبہ کا حکم رکھتا ہے۔ وہاں پاکستان کے دور و نزدیک کے علاقوں۔ مثلاً کوئٹہ۔ کراچی۔ سرگودھا۔ پشاور۔ گوجرانوالہ لاہور۔ ملتان۔ بہاولپور اور جھنگ وغیرہ سے طلباء بلا امتیاز مذہب و ملت یہاں آکر داخل ہوتے ہیں۔ کالج کا ماحول مذہبی جنبہ داری اور فرقہ وارانہ تنگ نظری سے جو ہماری قومی زندگی کو اندر ہی اندر گھن کی طرح کھائے جا رہی ہے یکسر پاک ہے۔ بے شک صدر انجمن احمدیہ ہر سال ایک خطیر رقم کالج کے لئے خرچ کرتی ہے۔ لیکن کالج کے دروازے ہر مذہب کے طلباء کے لئے کھلے ہیں۔ کوشش کی جاتی ہے کہ بلا تخصیص مذہب و ملت یا رنگ و نسل ہر ذہین اور غریب طالب علم کی مالی امداد کی جائے۔

کالج میں خالص تعلیمی اور اخلاقی فضا کو قائم رکھنے کی پوری کوشش کی جاتی ہے اور اس امر کا خیال رکھا جاتا ہے۔ کہ طلباء کی شگفتگی اور تر و تازگی قائم رہے اور وہ ایک بے جان مشین یا محض تنگ نظر "ملا" نہ بن جائیں۔ علاوہ ازیں سادگی پر زور دیا جاتا ہے۔ اور طلباء کے اخراجات کو کم سے کم رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ تاکہ غریب کو اپنی غربت کا احساس نہ رہے۔ اور امیر اپنی امارت جتاتے ہوئے حجاب محسوس نہ کرے۔ چنانچہ بعض طلباء اس وقت بھی کسی قسم کے احساس کمتری کا شکار ہوئے بغیر اپنے فارغ اوقات میں محنت اور مزدوری کر کے اپنے تعلیمی اخراجات برداشت کر رہے ہیں۔ اور وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ ہمارے طلباء میں سچائی۔ محنت۔ خدمت خلق۔ غیرت قومی خدمت دین۔ امانت دیانت اور دیگر اخلاقی فاضلہ صرف موجود ہی نہیں بلکہ ان کا معیار بھی کافی بلند ہے۔

ہمیں یقین ہے کہ جس معیار کی تعلیم دینے اور جس طرح کے طلباء پیدا کرنے کی کوشش اس کالج میں ہو رہی ہے۔ اس کے پیش نظر نہ صرف اس کالج کی بلکہ اس جیسے سینکڑوں کالجوں کی ملک و قوم کو ہر وقت ضرورت رہے گی۔ اور ہمارے طلباء انشاء اللہ تعالیٰ آنے والے سالوں میں تعلیمی۔ علمی اور اخلاقی میدان میں مثالی اور قابل فخر کردار ادا کریں گے

میں اس خیال کے اظہار سے رک نہیں سکتا۔ کہ تعلیمی اداروں کو تفصیلی قوانین میں جکڑ کے رکھ دینا اور اس قسم کی پابندیاں عائد کرنا کہ یہ ادارے آزادانہ نشو و نما سے محروم ہو جائیں کسی طرح بھی مناسب نہیں کوئی پا بجولاں ہستی رفتار زمانہ کا ساتھ نہیں دے سکتی۔ اگر ہم اپنی آئندہ نسلوں کو شاہراہ ترقی پر گامزن دیکھنا چاہتے ہیں تو ہمارے لئے ضروری ہے۔ کہ ان درسگاہوں میں بھی آزاد فضا پیدا کریں۔ جہاں انہیں اپنی ذہنی غذا حاصل کرنی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ صحیح نشو و نما کے لئے نظم و ضبط ضروری ہیں۔ مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ عقل انسانی آزادئ فکر اور آزادی نشو و نما کا تقاضا کرتی ہے۔ اچھی درسگاہوں کے قیام اور بقاء کے لئے یہ ایک بنیادی نقطہ ہے۔

اس تمہید کے بعد اس سال کے اہم کوائف مختصراً پیش خدمت ہیں

(باقی)

درخواست دعا

مکرم شیخ فضل الرحمٰن صاحب پراچہ اور مکرم شیخ محمد اقبال صاحب پراچہ سرگودھا سے بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں کہ ان کی والدہ صاحبہ محترمہ بہت تشویشناک طور پر بیمار ہیں۔ احباب جماعت سے درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جلد صحتِ کاملہ عطا فرمائے آمین۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک ضروری ارشاد

"سلسلہ تم سے سارا مال نہیں مانگتا۔ لیکن تم سے یہ خواہش ضرور کرتا ہے کہ تم اپنے مالوں اور پیشوں میں ایسے طور پر ترقی کرو کہ اس سے سلسلہ کو فائدہ پہنچے مثلاً ایک تاجر اگر سلسلہ کو فائدہ پہنچانے کی خواہش رکھتا ہے تو وہ ایسا کر سکتا ہے کہ کسی احمدی کو اپنے ساتھ ملا کر تجارت کا کام سکھا دے۔ جب وہ کام سیکھ جائے گا تو وہ دوسری جگہ اپنا کام چلا سکے گا۔ اس طرح کام کرنے سے جماعت کو بہت تقویت پہنچے گی۔ ہماری جماعت تو مذہبی جماعت ہے اس میں قومی جذبہ زیادہ شدت کے ساتھ موجود ہونا چاہیئے۔ ہم تو دنیادار لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ بھی اپنی خدمات اپنی قوم کی طرف منتقل کر دیتے ہیں"

(الفضل ۲۰ اپریل سنہ ۱۹۶۰ء)

حضور کے مندرجہ بالا ارشاد کے پیش نظر جماعت کے تجار کا فرض ہے کہ اپنے بعض دوسرے بھائیوں کو فن تجارت سکھلائیں۔ اسی طرح پیشہ ور حضرات کا فرض ہے کہ دوسرے احمدیوں کو اپنے پیشے سکھلائیں۔

قائدین مجالس خدام الاحمدیہ خاص طور پر مندرجہ بالا امور کا اپنی اپنی مجالس میں انتظام کریں۔ اور ماہانہ رپورٹوں میں ان کا معین اعداد و شمار کے ساتھ تذکرہ کیا کریں۔

(مہتمم صنعت و حرفت و تجارت خدام الاحمدیہ مرکزیہ۔ ربوہ)

قابل تقلید مثال

"مجلس انصار اللہ مرکزیہ کی طرف سے سایہ دار درخت لگانے کی جو تحریک ہوئی تھی اراکین نے اس تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے پورے طور پر تعاون کیا ہے۔ اس سلسلہ میں بعض قابل تقلید مثالیں بھی ہیں۔ چنانچہ ماسٹر غلام محمد صاحب ٹیچر شاہدرہ شیخوپورہ سے برگد کا ایک پودا لائے اور ربوہ میں موٹروں کے اڈہ کے پاس پبلک جگہ پر اسے نصب کیا۔ اور شاہدرہ سے آکر اس کی دیکھ بھال بھی کرتے رہے۔ اب انہوں نے قائد خدمت خلق کو لکھا ہے کہ زیادہ گرمی کے پیش نظر پانی کا انتظام کر دیا جائے جس کے اخراجات وہ ادا فرمایا کریں گے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

(قائد خدمت خلق انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

انصار اللہ کا دوسرا امتحان

قرآن مجید کے نصف پارہ کا امتحان ۲۶ جون ۶۰ء کو ہوگا۔ سورہ آل عمران سے شروع کر کے تیسرے سیپارے کے آخر تک کے ترجمہ کا امتحان ہوگا۔ زعماء مجالس ہر خواندہ رکن کو شامل امتحان کرنے کی پوری کوشش فرمائیں۔ ابھی سے تیاری شروع ہو۔ احباب کو بار بار توجہ دلائی جائے جزاکم اللہ۔

(قائد تعلیم انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

چندہ تعمیر دفتر انصار اللہ

حسب فیصلہ شوریٰ انصار اللہ سنہ ۱۹۵۸ء تمام اضلاع پر چندہ تعمیر دفتر کی رقوم ڈالی گئی تھیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بعض اضلاع نے اپنی رقوم پوری کر دی ہیں۔ مگر ابھی تک کئی اضلاع نے اس چندہ کو پورا نہیں فرمایا۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دفتر کی بلڈنگ مکمل ہو چکی ہے۔ مگر ابھی تک احاطہ کی زیبائش اور کچھ قرض باقی ہے۔ اگر تمام اضلاع اپنے اپنے ذمہ کی تمام رقوم جلد از جلد ادا فرمائیں تو ہم انشاء اللہ تعمیر کے کام سے فارغ ہو جائیں گے

تمام اضلاع کے چندہ تعمیر کی فراہمی کے منتظمین سے گذارش ہے کہ وہ اس چندہ کی فراہمی کے لئے فوری طور پر کوشش فرمائیں اور اپنے اپنے ذمہ کی تمام رقوم جلد از جلد ادا فرمائیں تاکہ مجلس مرکزیہ اس کام سے فارغ ہو کر مجلس کے اور اہم کاموں کی طرف توجہ دے سکے۔ (قائد مال انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

تعمیر جامعہ احمدیہ کیلئے مخلصین جماعت کے گرانقدر عطیہ جات

اللہ تعالیٰ کا احسان و فضل ہے کہ اس نے جماعت احمدیہ کے افراد کے قلوب میں جامعہ احمدیہ کے لئے ایسا خلوص بخشا ہے کہ جب بھی سلسلہ کی ضروریات جماعت کے مخلصین کے سامنے پیش کی گئیں انہوں نے دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے سلسلہ کی ضروریات کو ہی اہمیت دی۔

جامعہ احمدیہ جماعت کا واحد تبلیغی ادارہ ہے جس سے فارغ التحصیل اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج اکناف عالم میں اسلام کا پرچم بلند کئے ہوئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جماعت کے ہر فرد کو اپنے اس محبوب ادارے میں دلچسپی لینی چاہیئے۔

جن مخلصین جماعت نے اپنے اس محبوب ادارہ کے لئے عطیہ جات مرحمت فرمائے ہیں۔ ان کی فہرست وقتاً فوقتاً اخبار الفضل میں شائع ہوتی رہی ہے۔ ذیل میں ان احباب کے نام دعا کے لئے پیش کرتا ہوں۔ جنہوں نے گرانقدر عطیہ جات سے ہمارے اس کام میں مدد کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے اخلاص اور اموال میں برکت دے۔ اور بیش از بیش سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نمبر	نام	رقم
۱	حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی ربوہ	۱۵۰/-/-
۲	مکرم شیخ عبد الحفیظ صاحب حلقہ مشرقی۔ کراچی	۲۰۰۰/-/-
۳	مکرم چوہدری نبی احمد صاحب حلقہ سوسائٹی "	۱۰۰۰/-/-
۴	مکرم ملک منیر احمد صاحب حلقہ ناظم آباد کراچی	۱۰۰۰/-/-
۵	مکرم مسعود احمد صاحب خورشید " "	۵۰۰/-/-
۶	مکرمہ بیگم صاحبہ چوہدری نصیر احمد صاحب حلقہ سوسائٹی کراچی	۵۰۰/-/-
۷	مکرم قاضی محمد اسلم صاحب حلقہ صدر "	۳۰۰/-/-
۸	مکرم صدر دین صاحب کھوکھر حلقہ ناظم آباد "	۱۰۰/-/-
۹	مکرمہ حمیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ صدر دین صاحب " "	۱۰۰/-/-
۱۰	مکرم ملک مبارک احمد صاحب حلقہ " "	۱۰۰/-/-
۱۱	مکرم عبد القیوم صاحب قریشی حلقہ مشرقی " "	۱۰۰/-/-

(پرنسپل جامعہ احمدیہ۔ ربوہ)

اعلانات نکاح

(۱) خاکسار نے مورخہ ۲/۵/۶۰ کو بمقام ڈگری (سندھ) محترم محمد طفیل صاحب واقف زندگی ابن چوہدری بدر الدین صاحب بی۔اے کا نکاح محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ بنت حکیم فتح محمد صاحب ڈگری کے ہمراہ بعوض ایک ہزار روپیہ مہر پر پڑھا۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے مبارک کرے۔ آمین

(محمد عمر سندھی بی۔اے شاہد مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ کنری۔ تھرپارکر)

(۲) ۵ اپریل سنہ ۱۹۶۰ء کو مولوی عبد المغنی صاحب امیر جماعت احمدیہ جہلم نے اپنے لڑکے عبد الحی کا نکاح رضیہ بیگم صاحبہ بنت مستری عبد المجید صاحب کے ہمراہ پندرہ ہزار روپے مہر پر پڑھا۔ اور یکم مئی سنہ ۱۹۶۰ء کو تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ ۲ مئی کو امیر صاحب موصوف نے دعوت ولیمہ کا انتظام فرمایا۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے بابرکت کرے۔ آمین۔

(عبد الکریم جہلمی مولوی فاضل)

کشتی رانی کا شوق رکھنے والے خدام

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے زیر انتظام ربوہ روئنگ کلب قائم ہے ہر خادم اس کا ممبر بن سکتا ہے فیس ممبر شپ صرف آٹھ آنے اور ماہانہ چندہ صرف چار آنے ہے۔

ممبر شپ کا کارڈ حاصل کرنے کے لئے دفتر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی طرف رجوع کریں

(مہتمم صحت جسمانی خدام الاحمدیہ مرکزیہ۔ ربوہ)

علاقہ دکن (بھارت) کی احمدی جماعتوں کے کامیاب سالانہ جلسے

(از مکرم حکیم محمد دین صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ حیدرآباد دکن)

(قسط ۲)

جماعت احمدیہ تیماپور کا سالانہ جلسہ

مورخہ ۲۶ؔ۲ۤ کی شام کو ½ ۸ بجے مارکٹ بازار کے وسیع میدان میں جماعت احمدیہ تیماپور کا چالیسواں سالانہ جلسہ منعقد ہوا۔ شامیانے کا خاطرخواہ انتظام تھا۔ اسٹیج کی تیاری اور سجاوٹ میں خاص اہتمام ملحوظ رکھا گیا تھا۔ لاؤڈ اسپیکر کا بھی بہت اچھا انتظام تھا۔ چونکہ یہ جلسہ حسب سابق جماعت احمدیہ یادگیر کی نگرانی میں ہوا تھا۔ اس لئے امسال بھی لاؤڈ اسپیکر کا انتظام اسی جماعت کی طرف سے کیا گیا تھا۔ اس جلسہ میں مرد و زن کے علاوہ غیر از جماعت کے مرد و عورتیں بھی شامل ہوئیں۔ کئی معزز ہندو شوراپور سے تشریف لائے اور دلچسپی سے کاروائی دیکھتے اور مبلغین کی تقاریر سنتے رہے۔ اس جلسہ کی صدارت مولوی محمد اسماعیل فاضل وکیل یادگیری نے فرمائی۔

سب سے پہلے مکرم رحمت اللہ صاحب تیماپوری نے قرآن مجید کی تلاوت کی ازاں بعد مکرم رحمت اللہ صاحب غوری یادگیری نے خوش الحانی سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام پڑھ کر سنایا۔ تلاوت و نظم کے بعد مولوی مبارک احمد صاحب وکیل تماپوری نے افتتاحی تقریر فرمائی۔ جس میں جلسہ کے اغراض و مقاصد جماعت احمدیہ کی تبلیغی جد و جہد اور خدمات اسلامی کا مختصراً تذکرہ فرمایا۔ آپ کے بعد مکرم مولانا محمد سلیم صاحب فاضل مبلغ انچارج دہلی نے انبیاء علیہم السلام کی بعثت و انبیاء کے زمانہ کی مخالفت کے عنوان پر دلچسپ اور موثر تقریر فرمائی۔

آپ کے بعد عبد الصمد صاحب تماپوری نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کا منظوم کلام پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد خاکسار نے پیشگوئی مصلح موعود کے ذریعہ صداقت اسلام و احمدیت کی سچائی کے تازہ زندہ نشان پر تقریر کی۔ اس کے بعد قریشی عبد الرحمٰن صاحب بی۔اے۔بی۔ٹی تماپوری نے حاضرین و مقررین کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد دعا پر ½ ۱۱ بجے شب جلسہ کا اختتام ہوا۔

استقبال والوداع

جس روز ہمارا قافلہ تماپور پہنچا اس روز جماعت احمدیہ تیماپور کے دوستوں نے قصبے سے باہر آکر بڑے ذوق و شوق اور محبت اور خلوص کے ساتھ ہمارا استقبال کیا۔ پھولوں کے ہار پہنائے۔ اور الٰہی محبت اور اخلاص کا شاندار مظاہرہ کیا گیا اسی طرح ہماری واپسی پر بھی احباب ہمارے شائعت کے لئے قصبہ کے باہر اڈا تک تشریف لائے۔ اور بڑی محبت کے ساتھ ہمیں الوداع کیا۔ فجزاہم اللہ۔

اٹکور کے لئے روانگی

مورخہ ۲۷ؔ۲ۤ کو ہمارا قافلہ تماپور سے صبح نو بجے کے قریب واپس روانہ ہوا اور قبل دوپہر واپس یادگیر پہنچ گیا اور بذریعہ کار اٹکور کے لئے روانہ ہوگئے یہ مقام یادگیر سے ۲۵ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ہمارا قافلہ ۵ بجے کے قریب اٹکور پہنچا۔ یہاں بھی جماعت احمدیہ اٹکور کے احباب اپنے مبلغین کی پیشوائی کے لئے موقع پر موجود تھے۔ یہ سالانہ جلسہ بھی حسب سابق جماعت احمدیہ یادگیر کی زیر نگرانی منعقد ہو رہا تھا۔ اس لئے لاؤڈ سپیکر کا انتظام جماعت احمدیہ یادگیر ہی نے اپنے ذمہ لیا تھا۔ یہاں زیر تعمیر احمدیہ مسجد کے فراخ صحن میں شامیانہ لگایا گیا تھا۔ اور اسٹیج بنا کر اسے سجایا گیا تھا۔ یہ مسجد دو منزلہ بنائی جا رہی ہے۔ جس کی نچلی باپردہ منزل مستورات کے لئے وقف ہے یہ جماعت احمدیہ اٹکور کا انیسواں سالانہ جلسہ تھا۔ جس میں احمدی مرد و زن کے علاوہ غیر از جماعت کے مرد و زن بھی شریک تھے۔ کئی معزز ہندو بھی جلسہ میں شامل ہوئے۔ یہ جلسہ مورخہ ۲۷ؔ۲ۤ کو نو بجے شب سے ۱۲ بجے شب تک جاری رہا۔ صدارت کے فرائض مولوی محمد اسماعیل صاحب فاضل وکیل نے ادا فرمائے سب سے پہلے تلاوت کلام پاک خاکسار نے کی۔ پھر رحمت اللہ صاحب غوری یادگیری نے خوش الحانی سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظم پڑھ کر سنائی ازاں بعد مکرم مولوی محمد سلیم صاحب فاضل مبلغ انچارج اترپردیش نے (انبیاء علیہم والسلام کے معجزات) پر ایمان افروز تقریر فرمائی۔ اور بیان کیا کہ اگرچہ دوسرے اہل مذاہب صرف قصوں اور کہانیوں کے طور پر اپنے بزرگوں کے معجزات بیان کرتے ہیں۔ لیکن اسلام میں تازہ تبازہ معجزات ظاہر ہوتے رہتے ہیں اس کے ثبوت کے لئے بانئے سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اپنے نام نامی اور وجود گرامی کو پیش فرمایا ہے۔

اس کے بعد مکرم مولوی فیض احمد صاحب مبلغ یادگیر نے سیرت النبی صلعم پر تقریر کی۔ اور حضورؐ کی زندگی کے متعدد واقعات کو دلچسپ پیرایہ میں بیان کیا۔ آپ کے بعد خاکسار نے تقریر کی جس کا عنوان تھا۔ حضرت مسیح موعود الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیاں۔ آخر میں صاحب صدر نے حاضرین اور مقررین کا شکریہ ادا کیا اور دعا پر جلسہ ختم ہوا۔

(باقی)

دفتر الفضل سے خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں اور پتہ خوشخط لکھا کریں (مینجر)

اُردن کے شاہ حسین سے مولانا نسیم سیفی کی ملاقات

(بقیہ صـ اول)

دوسرے دن گورنمنٹ ہاؤس میں ہز میجسٹی شاہ حسین سے نائیجیرین مسلمانوں کے ایک وفد نے ملاقات کی۔ یہ وفد نائیجیریا کے بعض مسلمان علاقائی حاکموں کے علاوہ حاکم لیگس اور مغربی افریقہ میں جماعت احمدیہ کے رئیس التبلیغ مکرم مولانا نسیم سیفی صاحب پر مشتمل تھا۔ ملاقات کے بعد شاہ حسین نے اراکین وفد کے ساتھ فوٹو کھچوایا اس موقع پر مولانا نسیم سیفی نے حاکم لیگس کی وساطت سے ہز میجسٹی کی خدمت میں بعض کتب تحفہ کے طور پر پیش کیں۔ ان میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی معرکتہ الآراء تصنیف "اسلامی اصول کی فلاسفی" کا عربی ترجمہ جو "الخطاب الجلیل" کے نام سے شائع ہوا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی تصنیف "لائف آف محمدؐ" اور محترم جناب صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر کی تقریر ۲

۴ "اوور فارن منسٹرز" وغیرہ کتب شامل تھیں۔ ہز میجسٹی شاہ حسین نے یہ تحفہ بخوشی قبول کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ بڑی مسرت کے ساتھ ان کتب کا مطالعہ کریں گے۔

روسی الزام کی تحقیقات کے نتیجہ کا اعلان صدر کی واپسی پر کیا جائیگا

قائمقام وزیر خارجہ جناب ذوالفقار علی بھٹو کی پریس کانفرنس

راولپنڈی ۱۲ مئی قائمقام وزیر خارجہ مسٹر بھٹو نے کہا ہے کہ امریکی طیارہ کے متعلق روسی الزام کی تحقیقات کے نتیجہ کا اعلان صدر ایوب کی واپسی پر کر دیا جائے گا

روس نے الزام لگایا تھا کہ یکم مئی کو جو امریکی طیارہ مار گرایا گیا ہے وہ پشاور سے آیا تھا۔ ایک پریس کانفرنس میں مسٹر بھٹو سے تحقیقات کے نتیجے کے بارے میں سوال کیا گیا جس کا حکم دیا گیا تھا۔ روسی وزیر اعظم نے یہ بھی کہا تھا کہ طیارے کا ہوا باز جاسوسی کے لئے روسی علاقے پر پرواز کرنے سے پہلے تین دن پشاور ٹھہرا تھا مسٹر بھٹو نے کہا کہ اس معاملے میں وزارت خارجہ کے سیکرٹری جو کچھ کہہ چکے ہیں میں اس سے زیادہ نہیں کہوں گا فی الحال تحقیقات ہو رہی ہے۔

مسٹر بھٹو نے کہا کہ بنیادی جمہوریتوں کا کام آسان بنانے کے لئے بنیادی جمہوریتوں کے حکم میں ترمیمیں کی گئی ہیں اور ایک ہفتے میں ایک آرڈی نینس کی صورت میں انہیں حکم میں شامل کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ بنیادی جمہوریتوں کا حکم دوررس نتائج کا حامل ہے اور اسے جامع ہونا چاہئیے۔ اسی لئے ترمیمیں کی گئی ہیں۔

نارتھ ویسٹرن ریلوے ٹنڈر نوٹس

۱۵ جون سنہ ۱۹۶۰ء سے یا بعد ازاں دستاویز معاہدہ میں مندرجہ قواعد وضوابط کے تحت بمقام سمندری، آؤٹ ایجنسی کا کام شروع کرنے کے سلسلے میں ٹنڈر مطلوب ہیں۔ یہ آؤٹ ایجنسی نارتھ ویسٹرن ریلوے کی لاہور ڈویژن کے درج ذیل سٹیشنوں کے رستے بتفصیل ذیل کاروبار کرے گی۔

براستہ گوجرہ و تاندلیانوالہ سٹیشن ——— برائے پسنجرز۔ پارسلز اور گڈس

براستہ لائل پور سٹیشن ——— برائے پسنجرز صرف

دستاویز معاہدہ کی کاپی مع مخصوص ٹنڈر فارم و ہدایت نامہ ۱۳ مئی سنہ ۱۹۶۰ء کے ۸ بجے صبح سے ۲۳ مئی سنہ ۱۹۶۰ء کے دس بجے صبح تک کسی بھی یوم کار کو بقیمت پانچ روپے فی کاپی ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ (کمرشل) این ڈبلیو آر لاہور سے حاصل کر سکتے ہیں۔

ٹنڈر دہندگان ٹنڈر فارم کے ساتھ اپنی مالی ساکھ اور کیریکٹر کے متعلق ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کا سرٹیفکیٹ بھی پیش کریں۔ صرف وہی سرٹیفکیٹ قابل قبول سمجھا جائے گا جو اشتہار ہذا کی اشاعت کے بعد حاصل کیا گیا ہو گا۔

اگر ٹنڈر کسی فرم یا کمپنی کی طرف سے پیش کیا جا رہا ہو تو جملہ حصہ داروں کے لئے ٹنڈر فارم اور دستاویز معاہدہ پر دستخط کرنا ضروری ہو گا۔ یا جو شخص ٹنڈر پر دستخط کرے گا۔ اسے ٹنڈر کے ساتھ دیگر شرکاء کی طرف سے نان جوڈیشل اسٹامپ پیپر پر حاصل شدہ مختار نامہ پیش کرنا پڑے گا۔ جس میں اسے ان کی طرف سے دستخط کرنے کا اختیار دیا گیا ہو۔ علاوہ ازیں ٹنڈر کے ساتھ رجسٹرار آف فرمز۔ ویسٹ پاکستان کے دفتر سے حاصل کردہ رجسٹریشن سرٹیفکیٹ بصورت اصل یا مصدقہ نقل اور شرکاء کے ناموں کے متعلق حاصل کردہ سرٹیفکیٹ منسلک کر کے بھیجنا ہو گا۔

مخصوص فارم پر ٹنڈر جو سربمہر لفافوں میں ہوں ۲۳ مئی سنہ ۱۹۶۰ء کے بارہ بجے دوپہر تک ڈویژنل اکونٹس آفس این ڈبلیو آر لاہور کے باہر لگے ہوئے ٹنڈر بکس میں ڈال دیئے جائیں۔ اس تاریخ کے بعد کسی ٹنڈر کو قبول نہیں کیا جائے گا۔ ٹنڈر ۲۳ مئی سنہ ۱۹۶۰ء کو ½ ۱۲ بجے دوپہر ڈویژنل اکونٹس آفس این ڈبلیو آر لاہور میں ان ٹنڈر دہندگان کے سامنے جو موقع پر موجود ہونا چاہیں گے۔ کھول دیئے جائیں گے۔ اگر کسی وجہ سے ۲۳ مئی سنہ ۱۹۶۰ء کو دفتر بند ہوا تو ٹنڈر دوسرے یوم کار تک بکس میں ڈالے اور مقررہ وقت پر اس میں سے نکالے جائیں گے۔

ہر ٹنڈر دہندہ کو ڈویژنل پے ماسٹر این ڈبلیو آر لاہور کے پاس -/۵۰۰ روپے نقد زر بیعانہ جمع کرانا ہو گا۔ اور اس سے (ڈویژنل پے ماسٹر لاہور سے) حاصل شدہ رسید ڈویژنل اکونٹس آفیسر این ڈبلیو آر لاہور کو دی جائے گی جو اس کے عوض ایک اور رسید جاری کریں گے۔ یہ مؤخر الذکر رسید لازماً ٹنڈر کے ساتھ منسلک کر کے بھیجی جائے۔ کامیاب ٹنڈر دہندہ کو کام شروع کرنے سے پہلے معاہدہ کے قواعد وضوابط کی باقاعدہ تکمیل کے سلسلے میں مبلغ تین ہزار روپے اور اوسط ماہانہ واجبات (آؤٹ سٹینڈنگ) کے سلسلے میں مبلغ دو ہزار روپے زر ضمانت جمع کرانا ہو گا۔

ابتداءً ٹھیکہ صرف چھ مہینے کے لئے دیا جائے گا جس کے ساتھ یہ امر ریلوے انتظامیہ کی صوابدید پر رہے گا۔ کہ اگر کام تسلی بخش ہو رہا ہو تو ٹھیکہ کی تجدید کر دے۔

ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ لاہور کی طرف سے یہ حق محفوظ رکھا جاتا ہے کہ بغیر کسی وجہ کے اظہار کے کسی بھی ٹنڈر یا جملہ ٹنڈروں کو مسترد کر دیا جائے۔ اور کم قلیل ترین ٹنڈر کو منظور یا قبول کرنے کی کوئی پابندی عائد نہیں ہوتی۔

ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ لاہور

درخواست دعا

مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ نائب ناظر اصلاح وارشاد کے بھائی مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب باجوہ چک ۳۳ جنوبی گاؤں میں اذان دیتے وقت اچانک گر پڑے۔ گرنے کی وجہ سے آپ کو متعدد چوٹیں آئی ہیں اور چند دانت بھی ٹوٹ گئے ہیں۔ بزرگان سلسلہ و درویشان قادیان اور دیگر احباب جماعت کی خدمت میں دعا کے لئے درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

(ریاض احمد باجوہ دارالصدر غربی ربوہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴